تفسیر القرآن

سر سید احمد خاں

دوست ایسوسی ایٹس
پرنٹرز۔ پبلشرز۔ سپلائرز
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

حصّہ دوم

تفسیر القرآن

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۱۰۰) وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (۱۰۱)

اور تم میں ایک گروہ ہونا چاہئے کہ بلاوے (لوگوں کو) نیکی کی طرف اور اور اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے (۱۰۰) اور اُن لوگوں کی مانند مت ہو جنہوں نے تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا بعد اس کے کہ اُن کے پاس نشانیاں آئیں اور وہی لوگ ہیں کہ اُن کے لئے بڑا عذاب ہے (۱۰۱)

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه (سورۂ نساء آیت ۱۵۹)

یہ قول نقل کیا ہے کہ "یہودی کہتے تھے ہم نے عیسے بن مریم رسول خدا کو قتل کر ڈالا حالانکہ نہ انہوں نے اُن کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا ولیکن اُن پر (صلیب پر مار ڈالنے کی) شبیہ کر دی گئی اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف کرتے ہیں البتہ وہ اس بات میں شک میں پڑے ہیں اُن کو اُس کا یقین نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے اُنہوں نے اُن کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اُن کو اُٹھا لیا +

پہلی تین آیتوں سے حضرت عیسے کا اپنی موت سے وفات پانا علانیہ ظاہر ہے مگر چونکہ علمائے اسلام نے بتقلید بعض فرق نصاریٰ کے قبل اس کے کہ مطلب قرآن مجید پر غور کریں تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت عیسے زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں، اس لئے انہوں نے ان آیتوں کے بعض الفاظ کو اپنی غیر محقق تسلیم کے مطابق کرنے کو بیجا کوشش کی ہے +

پہلی آیت میں صاف لفظ "متوفيك" کا واقع ہے جس کے معنی عموماً ایسے مقام پر موت کے لئے جاتے ہیں، خود قرآن مجید سے اس کی تفسیر پائی جاتی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے "الله يتوفى الانفس حين موتها" ابن عباس اور محمد ابن اسحق نے بھی جیسے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے "متوفيك" کے معنی "مميتك" کے لئے ہیں +

یہی حال لفظ "توفيتني" کا ہے جو دوسری آیت میں ہے اور جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھ کو موت دی یعنی جب میں مر گیا اور اُن میں نہیں رہا تو تو اُن کا نگہبان تھا +

پہلی آیت میں اور چوتھی آیت میں لفظ "رفع" کا بھی آیا ہے جس سے حضرت عیسے

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کئے جاتے ہیں ﴿۱۰۹﴾ تم اچھی امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے اچھے کاموں کے کرنے کو کہتے ہو بُرے کاموں کے کرنے سے منع کرتے ہو اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آویں تو بلاشبہ اُن کے لئے اچھا ہے اُن میں سے بعضے ایمان والے ہیں اور اکثر اُن میں فاسق ہیں ﴿۱۱۰﴾

وجہ تشبیہ قرار دیا۔ حالانکہ یہاں صرف مشبہ بہ محذوف ہے اور وہ "موتی" ہے، اور وجہ تشبیہ وہ حالت ہے جو حضرت عیسےٰ پر طاری ہوئی تھی جس کے سبب وہ مردہ تصور ہوتے تھے۔ پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ "وما صلبوہ ولکن شبہ لھم بالموتی" ۔ اس کی زیادہ تصریح اسی آیت کے اگلے لفظوں سے ہوتی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ "جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں اُن کو کچھ علم نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے" اور پھر اُس کے بعد تاکیداً اور یقیناً فرمایا کہ "انہوں نے عیسےٰ کو قتل نہیں کیا"، اور اس مقام پر صلیب کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ صرف قتل کی نفی کی، اور اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر جو صلیب کی نفی کی تھی اُس سے نفی قتل بالصلیب مراد تھی نہ مطلق صلیب کی۔ ثم اماتہ اللہ باجل مسمی، و رفعہ الیہ کما قال اللہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ ✦

انہی باتوں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسائی عالموں سے مباہلہ چاہا جس سے ایک نہایت عمدہ طور پر فطرت انسانی ظاہر ہوتی ہے۔ تمام اہل مذاہب خواہ صحیح مذہب رکھتے ہوں یا غلط دو قسم کے ہوتے ہیں جہلا اور علما۔ جہلا کا یقین مذہبی باتوں پر نہایت پختہ اور مستحکم ہوتا ہے، اور جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے یا سیکھا ہے اُس کے سوا وہ اور کچھ نہیں جانتے، اور کوئی شبہ اُن کے دل میں نہیں ہوتا۔ اُن کی مثال اندھے آدمی کیسی ہے کہ وہ اُس رستہ پر جو اُس کو کسی نے بتلا دیا ہے چلا جاتا ہے اور اُس کے ٹھیک ہونے پر یقین رکھتا ہے اور خود نہیں جانتا کہ درحقیقت یہ رستہ اُسی جگہ جاتا ہے جہاں اُس کو جانا ہے یا نہیں۔ پھر اگر کسی نے کہدیا کہ میاں اندھے آگے گڑھا ہے یا دیوار ہے تو وہ بغیر کسی شک کے اُس پر یقین کر لیتا ہے اور ٹھیر جاتا ہے، پھر جس نے جو راہ بتائی اُس طرف ہو لیا۔ یہی جہلائے اہل مذہب کا حال ہے۔